تعارف و تبصرۂ کتب

کتاب : شرح دیباچۂ مثنوی مولانا رومؒ
مصنف : مولانا یعقوب چرخی
مترجم : محمد نذیر رانجھا
ناشر : جمعیت پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ - لاہور
سالِ اشاعت : ۲۰۰۴ء
صفحات : ۱۷٦
قیمت : ۱۱۰ روپے
تبصرہ نگار : سفیر اختر *

مولانا جلال الدین رومی (۱۲۰۷ - ۱۲۷۳ء) کی ''مثنوی معنوی'' کو جو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے، فارسی زبان و ادب کی، شاید ہی کوئی دوسری کتاب اس میدان میں اس کی سہیم ہو۔ جہاں تک عالمِ اسلام کا تعلق ہے، مولانا رومی کے حینِ حیات ''مثنوی'' کی شہرت ایشیاے کوچک سے نکل کر ماوراء النہر تک پھیل گئی تھی(۱)، اور برصغیر کے فارسی دان حلقوں میں اس کا چرچا تھا(۲)۔ اہلِ علم و دانش اور عامۃ الناس سبھی اپنے اپنے زاویۂ نظر سے اس کا مطالعہ کرتے تھے۔ شاعروں نے اس کے تتبع میں نظمیں لکھیں، نثر نگاروں نے اس کی حکایات کو اپنے لیے معیار و نمونہ بنایا۔ معلموں اور واعظوں نے اس کی سبق آموز حکایات سے فرد اور معاشرے کی اصلاح کا کام لیا، اور صوفیوں نے اس کے متصوفانہ پیغام کو غور وفکر کا موضوع بنایا۔ اس امر کا تعین بہت مشکل ہے کہ ''مثنوی معنوی'' کو کس طبقے میں کب زیادہ اہمیت حاصل رہی؟ تاہم فارسی داں معاشرے کے شاعروں، معلموں، صوفیوں اور عامۃ الناس کی سوچ پر اس کے اثرات صدیوں سے مرتسم چلے آ رہے ہیں۔ ماوراء النہر کے نقشبندی صوفیہ نے بھی ''مثنوی معنوی'' کو اپنے مطالعے کا موضوع بنایا تھا۔ سالارِ سلسلہ خواجہ بہاء الدین نقشبند (م ۱۳۸۹ء) سے تو کوئی تصنیف یادگار نہیں، لیکن ان کے ملفوظات نگاروں نے ''مثنوی

''رسالہ قدسیہ'' اُن کے اپنے الفاظ میں ''شمہ ایست از لطائف معارف کہ درخلالِ اقوال در مجالس صحبت علی الدوام فی اللیالی والایام برزبان مبارکِ ایشاں [خواجہ نقشبند] می گزرانیدند''(۳)۔ خواجہ محمد پارسا نے رسالے میں اپنے شیخ کے انہی ''لطائفِ معارف'' اور ''کلماتِ قدسیہ'' کی شرح لکھی ہے، اور اس شرح میں ''مثنوی معنوی'' کے اشعار سے استشہاد کیا ہے۔ آغازِ رسالہ میں واضح کیا ہے کہ خواجہ نقشبندؒ کے اقوال کی تشریح ''کلمات مشائخ و انفاسِ نفیسۂ اہل اللہ'' سے کی جائے گی، کیوں کہ مشائخ کا کلام ایک دوسرے کی شرح کرتا ہے اور متن کو خط کشیدہ کر دیا گیا ہے تاکہ متن و شرح کے درمیان وصل کے ساتھ ''فصل'' پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد ''مثنوی معنوی'' کا یہ شعر نقل کیا ہے(۴):

جملہ معشوقست و عاشق پردۂ
زندہ معشوقست و عاشق مردۂ

خواجہ محمد پارسا کی طرح مولانا یعقوب چرخی (۱۳۶۱- ۱۴۴۷ء) نے بھی خواجہ نقشبند سے استفادہ کیا تھا، مگر مولانا چرخی کی تعلیم و تربیت کی تکمیل خواجہ علاء الدین عطار کی مجالس میں ہوئی تھی۔ خواجہ علاء الدین عطار، خواجہ نقشبند کے داماد تھے اور خلیفۂ ارشد بھی۔ فخرالدین علی بن حسین واعظ کاشفی کے بقول ''بعد از وفات حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ ہمہ اصحاب حضرت خواجہ بہ حضرت خواجہ علاء الدین بیعت کردہ اند بجہت علوِشانِ ایشاں حتیٰ خواجہ محمد پارسا''(۵)۔ مولانا یعقوب چرخی کو بھی ''مثنوی معنوی'' سے مناسبت تھی۔ انہوں نے اپنے رسائل — ''ابدالیہ''، ''انسیہ''، ''شرح اسماء الحسنیٰ'' اور ''حورائیہ'' — میں مولانا رومی کی مثنوی اور غزلیات سے ابیات نقل کیے ہیں(۶)۔ ''مثنوی معنوی'' سے رسائل میں استشہاد واستفادہ کے ساتھ مولانا یعقوب چرخی نے اس کے دیباچے کی شرح لکھی، اور حکایاتِ مثنوی کی روشنی میں چند مضامینِ طریقت پر گفتگو کی ہے۔ (اسی ''شرح دیباچہ مثنوی'' کا ترجمہ پیش نظر ہے)۔

مولانا یعقوب چرخی کے مسترشدین میں خواجہ عبیداللہ احرار (م ۱۴۹۰ء) کا نام بہت بلند ہے۔ انہوں نے اپنے شیخ کی طرح اپنی تحریر میں اشعارِ مثنوی نقل کیے ہیں(۷)۔ مثنوی شناسی کی روایت کو خواجہ احرار کے ارادت مندوں نے بالخصوص آگے بڑھایا۔ ان کے ایک عقیدت مند، بلکہ سرِحلقۂ عقیدت منداں مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی (م ۱۴۹۲ء) نے ''مثنوی معنوی'' کا فکری اثر قبول کرنے

نقشبندی سلسلے کے ابتدائی تذکروں میں مولانا جامی کا ''نفحات الانس من حضرات القدس'' اور فخرالدین علی بن حسین واعظ کاشفی کا ''رشحات عین الحیات'' بالخصوص اہم ہیں(۱۰)۔ دونوں تذکروں میں نقشبندی بزرگوں کے نقل شدہ ملفوظات میں ''مثنوی معنوی'' کے اشعار مذکور ہیں، اور کہیں کہیں تو مولانا روی کے نام کی تصریح کے ساتھ ان کے ابیات لکھے گئے ہیں۔ بعد کے نقشبندی بزرگوں کے ہاں بھی مثنوی سے اعتناء کی یہ روایت قائم رہی، مگر فی الوقت تفصیل میں جائے بغیر ہم مولانا یعقوب چرخی کی ''شرح دیباچۂ مثنوی'' تک گفتگو محدود رکھتے ہیں۔

''مثنوی معنوی'' کی ایک ایک حکایت، اور بعض اوقات ایک ایک شعر اپنے اندر جہانِ معانی رکھتا ہے، تاہم مثنوی شناسوں کی رائے ہے کہ مولانا روم نے اپنی مثنوی کا مقصد دیباچے میں بیان کر دیا ہے، اور اس مقصد کا لب لباب دیباچے کے پہلے دو شعروں میں ہے۔ غالبًا اسی تصور کے تحت ماضی قریب کے معروف افغانی عالم اور شاعر استاذ خلیل اللہ خلیلی (م ۱۹۸۷ء) نے ''مثنوی معنوی'' کے دیباچے سے متعلق مولانا یعقوب چرخی اور مولانا جامی کی کاوشوں کو تصحیح و تقدیم اور تعلیقات کے ساتھ مرتب کیا(۱۱)۔ [نقشبندی صوفیہ کی ''مثنوی شناسی'' سے قطع نظر ''مثنوی معنوی'' کے دیباچے کی اہمیت کے تحت اس سے رغبت و اعتناء کا سلسلہ قائم رہا ہے۔ عہد حاضر کے ایرانی عالم آقای حسین کاظم زادہ ایران شہر کی کاوش ''تفسیر معنوی بر دیباچۂ مثنوی''(۱۲) کو اسی سلسلے میں شمار کیا جا سکتا ہے]۔

مولانا یعقوب چرخی کی رائے میں مولانا رومی نے ''مثنوی معنوی'' کے دیباچے میں ''تصوف اور اس کے مقصودِ اصلی، یعنی محبوبِ حقیقی کی جدائی کے بعد اس کی طلبِ وصول کو بانسری کے قصہ میں--- بیان کیا ہے''(۱۳)۔ ''مثنوی معنوی'' کی ایک متداول اشاعت(۱۴) میں دیباچے کے ۵۱ شعر ہیں، مگر مولانا یعقوب چرخی نے ۳۷ اشعار کو تشریح کے لیے پسند کیا ہے۔

''دیباچے'' کی شرح کے بعد مولانا چرخی نے مثنوی کی دو مختلف حکایات کے دو شعر اس مضمون کے نقل کیے ہیں کہ خاصانِ حق کے ذریعے مشکلیں ''بے قیل و قال'' حل ہو جاتی ہیں، اور اس دعوے کی دلیل میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ خوارزم میں اہلِ سنت اور معتزلہ کے درمیان رؤیتِ باری تعالیٰ کے

ہاں تین روزہ قیام کے بعد معتزلہ رؤیت باری تعالیٰ کے معترف ہو گئے (مسئلہ ''رویت باری تعالیٰ'' کا ذکر مولانا یعقوب چرخی نے بہ تکرار کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پندرہویں صدی میں یہ مسئلہ وسطی ایشیا کے علمی حلقوں میں زیر بحث تھا، اور مولانا یعقوب چرخی دنیوی زندگی میں رؤیت باری تعالیٰ کے قائلین میں سے تھے)(۱۵)۔

کامل مرشد وپیشوا کی اہمیت واضح کرنے کے لیے مولانا چرخی نے مثنوی کی پہلی حکایت ''قصۂ پادشاہ و کنیزک'' کا مختصر سا خلاصہ پیش کیا ہے کہ مریدِ صادق کو مرشد و پیشوا کے سلسلے میں پوری طرح محتاط رہنا چاہیے اور ''اسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سچے دوستوں کا طالب بننا چاہیے تاکہ وہ مقصد اور مقصود تک رسائی پاسکے''۔ اللہ کے سچے دوستوں کی نسبت سے مولانا چرخی نے ''مثنوی معنوی'' کے ''دفتر سوم'' اور ''دفتر پنجم'' سے بالترتیب شیخ دقوقی اور شیخ محمد سررزی کی حکایات بیان کی ہیں اور واضح کیا ہے کہ اولیاء اللہ تسلیم ورضا پر عمل کرتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں ان سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اولیاء اللہ دو طرح کے ہوتے ہیں: ''عزلتی'' اور ''عشرتی''۔ ''عزلتی'' بادشاہ کے ندیموں اور حاضرباش درباریوں کی طرح ہوتے ہیں جو بادشاہ کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں، اور عشرتی بادشاہ کے وزیروں کی مانند ہوتے ہیں جو امورِ مملکت چلانے میں مصروف رہتے ہیں۔ عشرتی ایک لحاظ سے عزلتیوں سے افضل ہیں(۱۶)۔ ''مثنوی'' ہی کی ایک دوسری حکایت سے یہ امر نمایاں کیا گیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں [یعنی عشرتیوں] کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے جو ظاہری طور پر دنیادار معلوم ہوتے ہیں، لیکن ان کا باطن فنا فی اللہ ہونے کی وجہ سے منور ہوتا ہے''(۱۷)۔

اولیاء اللہ کی صفات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ محبوب ولی، اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے(۱۸)، اور اس کی طلب و دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا۔

چوں چنیں خواہی خدا خواہد چنیں ‏ ‏ ‏ می دہد حق آرزوے متقین
کان للہ بودۂ در ما مضیٰ ‏ ‏ ‏ تا کہ کان اللہ پیش آمد جزا

(تو جیسا چاہتا ہے، خدا ویسا چاہتا ہے، اللہ پرہیزگاروں کی تمنا پوری کرتا ہے۔ تو پہلے کان للہ بنا، یہاں تک کان اللہ بدلہ آیا)

اولیاء راہست قدرت از الٰہ ‏ ‏ ‏ تیرِ جستہ باز آرندش ز راہ

مگر اس عنایتِ خداوندی کے باوجود اولیاء اللہ اپنے آپ کو خالق کے بندے ہی تصور کرتے ہیں۔

مولانا یعقوب چرخی نے زیرتبصرہ تالیف میں نظر بظاہر چند متفرق اور بے ترتیب حکایاتِ مثنوی کی تشریح و توضیح کی ہے، مگر حقیقتاً انہوں نے ''مثنوی معنوی'' کے مضامین کی روشنی میں اولیاء اللہ کے مرتبے، ان کے طرزِ زیست اور ان کے چند خصائص پر روشنی ڈالی ہے۔ درمیان میں انہوں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت خواجہ نقشبند کے حوالے سے بعض مسائلِ تصوف پر گفتگو کی ہے۔

''شرح دیباچۂ مثنوی مولانا روم'' کا متن ''نے نامہ'' کے نام سے شائع ہوا تھا، اور غالباً استاد خلیل اللہ خلیلی کے تصحیح و تحشیہ اور اشاعت سے پہلے ''نے نامہ'' اور ''رسالہ نائیہ'' کے ناموں سے فہرست نگاروں نے اس کے خطی نسخوں کا تعارف لکھا تھا، مگر اصلاً یہ محض ''شرح دیباچۂ مثنوی'' ہی نہیں ہے۔ زیرنظر ترجمے میں دیباچۂ مثنوی کی شرح و تفہیم تو صرف ۲۷ - ۲۸ صفحات میں ختم ہو جاتی ہے، اور کتاب کے باقی ۶۴ صفحات، جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے، بعض مسائلِ سلوک پر ''مثنوی معنوی'' کی روشنی میں گفتگو پر مشتمل ہیں۔

زیرتبصرہ کتاب میں ''مثنوی معنوی'' کے اقتباسات ہی میں نہیں، بلکہ مولانا یعقوب چرخی کی تحریر میں بھی احادیث کے حوالے دیے گئے ہیں، مگر ان میں سے بعض احادیث کا وجود مستند کتبِ حدیث میں نہیں، یا یہ احادیث محدثین کرام کے کڑے معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ اس حوالے سے ''مثنوی معنوی'' کے مترجم اور حاشیہ نگار قاضی سجاد حسین کا یہ بیان پیشِ نظر رہنا چاہیے(۲۰):

> حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''کلید مثنوی'' میں فرمایا ہے کہ صوفیاء اور بزرگوں کے کلام میں ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جو احادیث کی کتابوں میں نہیں ہیں اور محدثین کے نزدیک ان کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے تو ان بزرگوں کے اس فعل کی دو توجیہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح محدثین نے خواب کی احادیث پر حدیث کا اطلاق کر دیا ہے، اسی طرح ان بزرگوں نے اپنے کشف وغیرہ کی بناء پر ان کو احادیث کہہ دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان احادیث سے جو مقصد ہے، وہ دوسرے شرعی دلائل سے

بزرگوں پر حسنِ ظن غالب رہتا ہے جو کچھ سن لیتے ہیں، یا لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں، اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ ان کو زیادہ چھان بین کی نہ عادت ہوتی ہے نہ مہلت۔ یہ وہ تبصرہ تھا جو مولانا تھانوی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا۔ بہرحال مثنوی میں بہت سی احادیث وہ ہیں جو محدثین کی اصطلاح میں کسی طرح بھی حدیث کہلانے کی مستحق نہیں اور ایسی احادیث کو حدیث کہہ کر بیان کر دینے کے معاملہ میں محدثین کا طرزِعمل بہت سخت ہے۔ اسی طرح مولانا [رومی] نے مثنوی میں صحابہؓ سے متعلق بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر صحابہؓ کے حالات پر مشتمل کتابوں میں کہیں نہیں ملتا ہے، نیز مولانا نے مثنوی میں بعض آیات کی وہ تفسیر کی ہے جو معتبر مفسرین کے نزدیک کسی طرح درست نہیں ہے، لہٰذا مثنوی کا مطالعہ کرنے والوں کو ان امور کا لحاظ رکھنا چاہیے اور مثنوی کا مطالعہ محض تصوف کی کتاب سمجھ کر کرنا چاہیے اور تصوف کے مسائل ہی میں اس کو شمع راہ بنانا چاہیے۔ مولانا کی بیان کردہ احادیث وتفسیر پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے(۲۱)۔

جناب محمد نذیر رانجھا نے استاذ خلیل اللہ خلیلی کے مرتبہ ''نے نامۂ مولانا یعقوب چرخی'' کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ قبل ازیں وہ مولانا یعقوب چرخی کے مندجہ ذیل رسائل کی تصحیح و تدوین اور ترجمے کی خدمت انجام دے چکے ہیں۔

- ''رسالہ ابدالیہ'' [متن]، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۹۷۸ء

  ''ابدالیہ'' [ترجمہ]، لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۸ء

- ''رسالہ اُنسیہ'' [متن و ترجمہ]، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۹۸۳ء

''رسالہ انسیہ'' رانجھا صاحب کی مرتبہ اشاعت سے پہلے ایک بار ''مجموعۂ ستۂ ضروریہ'' (بہ تصحیح اعجاز احمد بدایونی، دہلی: مطبع مجتبائی، ۱۳۱۲ھ) میں دوسرے رسائل کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ دوسری بار ''رسائل مشاہیر نقشبندیہ'' (بہ تصحیح و ترتیب غلام مصطفیٰ خان، حیدر آباد سندھ : محبوب پریس، ۱۳۷۸ء) میں شائع ہوا، تاہم رانجھا صاحب نے ''مجموعہ ستۂ ضروریہ'' کی اشاعت اور کتاب خانۂ گنج بخش - اسلام آباد کے ایک خطی نسخے کی مدد سے متن کی تصحیح کی ہے۔

λ دواثر غیر چاپی یعقوب چرخی [''رسالہ حورائیہ: جمالیہ: شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر'' اور ''رسالہ شرح اسماء الحسنٰی'' کے متون]، مجلّہ ''دانش'' (اسلام آباد)، شمارہ۱، بہار ۱۳۶۴ھ ش/ ۱۴۰۵ھ

λ طریقہ ختمِ احزاب

''سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی'' -- لاہور: میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۷ء

اس مجموعے میں ''رسالہ حورائیہ'' اور ''شرح اسماء الحسنٰی'' کا اُردو ترجمہ، اور ''طریقہ ختم احزاب'' کا منظوم متن مع ترجمہ شامل ہے۔

جناب محمد نذیر رانجھا کو وطنِ عزیز میں، مولانا یعقوب چرخی کی تحریروں کے حوالے سے، بلا مبالغہ سند کا درجہ حاصل ہو گیا ہے، وہ مولانا چرخی کی باقی ماندہ فارسی تحریروں کو بھی اردو میں منتقل کر رہے ہیں۔ زیرِنظر ترجمہ ''شرح دیباچۂ مثنوی مولانا روم'' نہایت سادہ اور سلیس زبان میں ہے، نیز جناب رانجھا نے کتاب میں آمدہ جملہ اشعارِ مثنوی، بلکہ دوسرے شعراء کے اشعار کی بھی تخریج کی ہے، اور اشعارِ مثنوی کی تخریج میں مثنوی کے فارسی متن (با مطابق اشاعت نیکلسون) کے ساتھ ساتھ اُردو ترجمے (از قاضی سجاد حسین) کا حوالہ بھی دیا ہے، بلکہ اشعارِ مثنوی کا ترجمہ قاضی صاحب ہی سے لیا ہے۔ اسی طرح آیاتِ قرآن، احادیثِ نبوی، اقوالِ صوفیہ کی تخریج کی ہے، اور متن میں جن صوفیہ کا ذکر آیا ہے، ان کا تعارف بہت محنت سے لکھا ہے۔ مثال کے طور پر مشہور قول **من عرف نفسه فقد عرف ربه، من عرف ربه لايخفى عليه شیء** پر ان کا یہ حاشیہ ہے:

--- ملاحظہ فرمائیں: ''احادیثِ مثنوی'' [بدیع الز مان فروز انفر]، ۱۶۷، نقل از نہج البلاغۃ ۴: ۵۴۷، منسوب بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، وجزو احادیث نبوی، کنوز الحقائق ۹، اور مؤلف ''اَللولوء المرصوع'' ۸۶ بنقل ابن تیمیہ اسے موضوع گردانتا ہے، نیز ''کشف المحجوب'' [شیخ علی بن عثمان ہجویری] ۲۴۷، التصفیہ فی احوال لمتصوفہ ۱۶۷، ۲۳۹۔

جناب رانجھا نے اپنے مقدمے میں ''احوال و آثار حضرت مولانا یعقوب چرخی'' پر روشنی ڈالی ہے (صفحات ۲۵ - ۴۶)۔ آغاز کتاب میں مولانا ابوالخلیل خان محمد نے اپنی تقریظ میں جناب رانجھا کی اس

جمعیت پبلی کیشنز کے ذمہ دار ''شرح دیباچۂ مثنوی مولانا روم'' کی اشاعت پر اس لحاظ سے ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت سے اردو زبان کے ذخیرے میں اضافہ کیا ہے، نیز مولانا یعقوب چرخی اور تصوف کے موضوع پر ایک نئی کتاب سامنے لائے ہیں، تاہم وہ اشعارِ مثنوی کی کتابت میں صحت کا کہیں کہیں خیال نہیں رکھ سکے۔ صفحہ ۷۰ کے آخر میں جو شعر لکھا ہے، صفحہ ۷۱ کے آغاز میں درج ترجمے سے اس کا کوئی تعلق نہیں، ترجمہ جس شعر کا ہے، وہ نقل ہی نہیں ہو سکا۔

جناب رانجھا نے ترجمے کے لیے استاذ خلیل اللہ خلیلی کا تیارکردہ متن ''نے نامہ''، (بشمول اشعار ''مثنوی'') پیش نظر رکھا ہے اور اُردو ترجمہ قاضی سجاد حسین سے لیا ہے، مگر ''نے نامہ'' میں مذکور اشعارِ مثنوی اور قاضی سجاد حسین کے ایڈیشن میں اختلافِ متن موجود ہے۔ اس طرح ''شرح دیباچۂ مثنوی مولانا روم'' میں شامل اشعارِ مثنوی کو قاضی صاحب کے فراہم کردہ فارسی متن کے مطابق ہونا چاہیے تھا، یا اردو ترجمے میں ''نے نامہ'' کے متن کے مطابق ترمیم کر لی جاتی تو مناسب ہوتا۔

امید ہے، تصوف اور صوفیہ کے احوال و آثار کے مطالعے میں ''شرح دیباچۂ مثنوی مولانا رومؒ'' سے مدد لی جائے گی۔

حواشی

۱- مولانا رومی ۶۶۶ھ/ ۶۸ - ۱۲۶۷ء میں ''مثنوی معنوی'' سے فارغ ہوئے تھے۔ اسی دور کے لگ بھگ ماوراء النہر کے برہان الدین زرنوجی نے ''تعلیم المتعلم طریق التعلم'' میں ''الحکمۃ الفارسیۃ'' کہہ کر ''مثنوی'' کے دو شعر نقل کیے ہیں۔

۲- دیکھیے: اختر راہی، برصغیر میں مثنوی معنوی سے اعتناء، ''فکر و نظر'' (اسلام آباد)، جولائی ۱۹۷۸ء، صفحات ۳۷ - ۴۷، [یہی مقالہ بہ اضافات] ''جرنل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان'' (لاہور)، جنوری ۱۹۸۳ء، صفحات ۹۵-۱۱۶؛ وحید قریشی، مثنوی معنوی کی سرگزشت برصغیر پاک و ہند میں، ''مطالعۂ ادبیات فارسی''، لاہور: یونیورسٹی اورینٹل کالج، س - ن، صفحات ۲۱ - ۵۰

۳- خواجہ محمد پارسا، ''رسالۂ قدسیہ'' (بامقدمہ وتحشیہ وتصحیح وتعلیقات، ملک محمد اقبال)، راولپنڈی: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۵

۴- ایضاً، ص ۱۲۱

میں آرہا ہے۔

۷۔ خواجہ عبیداللہ احرار کا ایک رسالہ ''والدیہ'' ہے جس میں ''مثنوی معنوی'' کے اشعار نقل ہوئے ہیں۔ دیکھیے: ''رسالہ والدیہ'' (با تصحیح و مقدمہ عارف نوشاہی)، مجلّہ ''تحقیقاتِ اسلامی'' (تہران)، سال ۹، شمارہ ۱-۲، صفحات ۶۵ - ۷۷
خواجہ عبیداللہ احرار کے ''رقعات'' بھی ''مثنوی معنوی'' سے ان کے شغف کے گواہ ہیں۔ دیکھیے: عارف نوشاہی (مرتب و مصحح)، ''رقعاتِ احرار''، در ''احوال و سخنان خواجہ عبیداللہ احرار''، تہران: مرکز نشر دانش گاہی، ۱۳۸۰ھ، صفحات ۵۷۰ - ۵۷۱۔ اسی طرح ان کی محفل کے حاضرباش اور ان کے ملفوظات کے جامع میر عبدالاول نیشاپوری نے متعدد مقامات پر ان کی زبانی ''مثنوی'' کی حکایات اور اشعار کا ذکر کیا ہے۔ بعض اشعار کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ''ایں [بیت یا] ابیات مثنوی بر زبان مبارک ایشاں بسیار می گذاشت''۔ دیکھیے: میر عبدالاول نیشاپوری، ''ملفوظات احرار'' (با تصحیح و تحشیہ عارف نوشاہی)، حوالہ مذکورہ، ص ۱۴۸، ص ۲۱۲، ص ۲۲۰، ص ۲۵۰، ص ۲۵۹، ص ۲۷۹، ص ۲۸۲، ص ۲۸۷، ص ۲۹۳، ص ۳۰۲، ص ۳۱۱، ص ۳۱۵، ص ۳۱۸

۸۔ عبدالرحمٰن جامی، ''رسالۃ النائیۃ'' یا ''نے نامہ'' (بہ شمول ''نے نامہ مولانا یعقوب چرخی'')، مرتبہ خلیل اللہ خلیلی، کابل: انجمن تاریخ و ادب افغانستان، ۱۳۵۲ھ ش، صفحات ۱۵۹-۱۶۴

۹۔ ''لب لباب مثنوی مولانا روم'' چند مثنویوں کے ایک مجموعے ''گراں مایہ مثنویات'' (رام پور: مطبع شمس الاسلام، ۱۳۲۸ھ) میں شامل ہے۔ فہرست نگاروں نے درویش محمد بخارائی کے انتخاب مثنوی کا ذکر ''مفتاح التوحید'' کے نام سے بھی کیا ہے۔ دیکھیے: احمد منزوی، ''فہرست نسخہ ھای خطی فارسی''، تہران: مؤسسہ فرہنگی منطقہ ئی، ۱۳۵۱ھ ش، ص ۳۲۲۶؛ وہی مصنف، ''فہرست مشترک نسخہ ھای خطی فارسی پاکستان''، اسلام آباد: مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، جلد سوم، ص ۱۶۳۵، جلد ہفتم، صفحات ۲۳۹-۲۴۱؛ عارف نوشاہی، ''فہرست نسخہ ہای خطی فارسی موزۂ ملی پاکستان''، اسلام آباد: مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء، ص ۲۳۶

۱۰۔ دیکھیے: عبدالرحمٰن جامی، ''نفحات الانس من حضرات القدس'' (بتصحیح و مقدمہ و پیوست مہدی توحیدی پور، تہران: کتابفروشی محمودی، ۱۳۳۶ھ ش)؛ فخرالدین علی بن حسین واعظ کاشفی، ''رشحات عین الحیات''، حوالہ مذکورہ

۱۱۔ ''نے نامہ'' یعنی رسالہ نائیہ مولانا یعقوب چرخی و رسالہ نائیہ مولانا جامی، نیز دیکھیے: حاشیہ ۷

۱۲۔ آقای حسین کاظم زادہ ایران شہر، ''تفسیر معنوی بردیباچۂ مثنوی با دہ غزل از دیوان شمس مولوی''، تہران: شرکت نسبی حاج محمد حسین اقبال و شرکاء، ۱۳۳۴ھ ش

۱۳۔ زیرتبصرہ کتاب، ص ۵۰

۱۴۔ دیکھیے: اشاعت ''مثنوی معنوی'' (با ترجمہ و مقدمہ و حواشی اُردو از قاضی سجاد حسین)، لاہور: مؤسسہ انتشاراتِ اسلامی، ۱۹۸۴ء

۱۵۔ زیرتبصرہ کتاب، ص ۷۷، ص ۹۶۔ مولانا چرخی کے بقول: ''جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا اور عقبیٰ (دونوں) میں روا ہے جس طرح کہ 'طوالع' [طوالع الانوار از قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی] اور دوسری کتابوں سے معلوم ہوتا ہے اور معتزلی اس کے مطلقاً منکر ہیں، بعضی (اسے) عقبیٰ میں جائز سمجھتے ہیں اور اہل حق کے مذہب میں جو اہل

۱۹- ایضاً، ص ۱۲۰

۲۰- واضح رہے کہ قاضی سجاد حسین مرحوم کے ''مقدمہ'' مثنوی کو مولانا ابوالحسن زید فاروقی نقشبندی مجددی نے ''حرفاً حرفاً ملاحظہ فرماکر اس میں مذکورہ بحثوں پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا'' تھا۔ دیکھیے: ''مثنوی معنوی'' (باترجمہ و مقدمہ وحواشی اردو از قاضی سجاد حسین)، حوالہ مذکورہ، ص ۲۹

۲۱- قاضی سجاد حسین، مقدمہ ''مثنوی معنوی''، حوالہ مذکورہ، ص ۲۸